www.KitaboSunnat.com

پروفیسر قاری تاج افسر *

اَحرف سبعہ اور ان کا مفہوم

قراءات قرآنیہ کے تناظر میں

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے تعارف اور اپنی صفات کے اظہار کے لئے کائنات کو تخلیق کیا تو اس کی رہنمائی کے اَسباب بھی ساتھ ہی پیدا کر دیئے یہاں تک کہ خلافت اَرضی کے لئے انسان کو نفسانیت اور روحانیت کے حسین اِمتزاج سے پیدا کر کے قدرتِ کاملہ کا اِظہار بھی فرما دیا اور اس کی رہنمائی کے لئے ان ہی میں سے کامل ترین ہستیوں یعنی انبیاء کو منتخب فرمایا اور وحی کا سلسلہ جاری فرما کر ان کی تربیت کا خصوصی انتظام اپنے دست غیب سے کیا۔

پھر جب اجتماعی عقل انسانی اپنے عروج کو پہنچی تو امام الانبیاء ﷺ کی بعثت فرما کر ایسی کتاب کی نعمت سے نوازا جس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور خود لینے کا مفہوم قطعاً یہ نہیں کہ فرشتوں کے ذریعے حفاظت کی بلکہ انسانوں میں سے ہی اہل حق نے اس کا ذمہ قبول کیا اور کتاب ایسی جامع کہ قیامت تک آنے والی اِنسانیت اپنے ہر دور میں پیش آنے والے مسائل اور اجتماعی ترقی کا راز اس میں پاسکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تاریک رات کی طرح فتنے پیدا ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی کتاب قرآن حکیم کے ذریعے سے، کیونکہ اس میں پہلے لوگوں کے واقعات اور تجربات آئندہ آنے والے حالات کے متعلق پشین گوئیاں اور زمانہ حال کے لوگوں کے لئے راہنمائی کے اَسباب موجود ہیں یہ کتاب مقدس ایک حقیقت ہے جھوٹ اور لغو نہیں ہے جس نے غرور کی بنیاد پر اس کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا اور جس نے اس کے علاوہ کہیں سے ہدایت تلاش کی تو اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دے گا اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

[سنن الترمذي باب ما جاء في فضل القرآن:۲۱۸/۸، ط:اسلام آباد]

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ کے ارشاد کی تصدیق انسانیت کی تاریخ نے کر دی۔ اپنی جگہ یہ موضوع خاصی طوالت رکھتا ہے جس کا یہ محل نہیں البتہ اس کے دو بڑے اور اہم ترین اعجاز ہیں جو ہر دور کے منکرین کو جھنجھوڑتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک چیلنج کرتے رہیں گے ایک یہ کہ دنیا جتنی بھی ترقی کر لے اور بلندی کی جن چوٹیوں تک پہنچ جائے قرآن کو وہ رہنما ہی پائے گی۔ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

اور دوسرا یہ کہ کلام مقدس عرب کے جتنے لغات پر اترا ہے ان لغات میں بمع روایات اور طرق آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک یہ قراءات، روایات اور طرق ایسے ہی محفوظ رہیں گے الا یہ کہ جو وجوہ حضور ﷺ کی حیاتِ مطہرہ میں ہی منسوخ ہو چکی تھیں، لیکن چونکہ حق کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ہی باطل کی تاریخ بھی چلتی ہے لہٰذا غیر مسلموں نے اس

* پروفیسر کلیہ اُصول الدین، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلام مجید میں شکوک وشبہات ڈالنے کی کوشش کی اور قراءاتِ مختلفہ کوتواتر إلی الرسول کے بجائے اختلاف رسم الخط کا نتیجہ قرار دیا۔[مذاھب التفسیر الإسلامی از گولڈ زیہر:ص۸،۹]

اپنوں نے بھی ان قراءاتِ متواترہ پر اعتراضات کر کے ان کی تنقیص میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگوں سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ اختلافِ قراءات قاریوں کی خوش الحانیوں کا نتیجہ ہے اور بس۔

لہٰذا ضروری تھا کہ اس موضوع کو اُجاگر کر کے ان شبہات کا اِزالہ کر دیا جائے تا کہ لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ہو جائے اس کے لئے اس تحریر کو چند مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلی بحث: قراءاتِ متواترہ کے بارے میں اَحادیث اور ان کی اِسنادی حیثیت

① صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مجھے جبرائیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا میں مسلسل اس میں تخفیف کا مطالبہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات اَحرف پر بات ختم ہوگئی۔‘‘ [صحیح البخاري، باب أنزل القرآن علی سبعة أحرف:۱۹/۲۷،۲۸، صحیح مسلم:۱/۲۷۳]

② صحیحین ہی کی دوسری روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنا۔ان کی قراءت میری حضور علیہ السلام کی سکھائی ہوئی قراءت سے مختلف تھی تو میں نے ان کو پکڑنا چاہا، لیکن تھوڑی مہلت دی یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔میں نے انہیں چادر سے کھینچا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورۃ الفرقان کی تلاوت کسی اور طرح سے کر رہا ہے جب کہ مجھے آپ نے دوسری طرح سے پڑھائی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ کچھ سنائے تو انہوں نے اسی طرح سنادی پھر مجھ سے سنی میں نے اپنے انداز سے سنا دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو فرمایا کہ قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے پھر فرمایا کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے جو تمہیں آسان لگے پڑھ لو۔

[صحیح مسلم، باب بیان القرآن أنزل علی سبعة أحرف:۸/۲۱۸]

③ صحیح مسلم کی روایت کے راوی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا۔ایک شخص آیا اور نماز میں قراءت ایسی کرنے لگا جو مجھے ناگوار گزری پھر ایک اور شخص آیا اس نے پہلے سے بھی زیادہ اختلاف سے قراءت کی جب ہم نماز سے فارغ ہو چکے تو سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔میں نے سارا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے سنانے کا مطالبہ کیا اور سن کر دونوں کی تصحیح کر دی تو مجھے وہ شرمندگی ہوئی جو جاہلیت میں بھی کبھی نہیں ہوئی تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا میرے پسینے نکل گئے اور میں گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔پھر فرمایا اے ابی رضی اللہ عنہ! میری طرف یہ پیغام بھیجا گیا کہ میں قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں تو میں نے دعا کی کہ میری اُمت کے ساتھ نرمی کی جائے تو مجھے دو حرف پڑھنے کی اِجازت دے دی گئی پھر میں نے اُمت کے ساتھ نرمی کی درخواست کی تو مجھے سات حروف پر تلاوت کی اجازت دے دی گئی اور تینوں دفعہ مجھے ایک زائد دعا کا اختیار بھی مل گیا جس میں سے دو دفعہ میں نے اپنی اُمت کے لئے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری قیامت کے لئے محفوظ کر لی جس دن تمام لوگ انبیاء کرام یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی آئیں گے۔[صحیح مسلم:۱/۲۷۲،۲۷۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ سنن الترمذی کی روایت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام! میں ان پڑھ امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور ان میں عمر رسیدہ بوڑھے، بوڑھیاں اور نوعمر بچے بھی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو قرآن حکیم سات حروف میں پڑھنے کا حکم دیں۔[سنن الترمذي، باب ماجاء أن القران أنزل علی سبعة أحرف:۲۱۸/۸]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ان اَحادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ روایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد سے منقول ہے، جن میں اکیس اَجلاء صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء بھی ذکر کیے ہیں اور وہ یہ ہیں: ابی بن کعب، انس بن مالک، حذیفہ بن یمان، زید بن ارقم، سمرۃ بن جندب، سلمان بن صرد، ابن عباس، عبد الرحمان بن عوف، عثمان بن عفان، عمر بن خطاب، عمرو بن ابی سلمہ، عمرو بن العاص، معاذ بن جبل ، ہشام بن حکیم، ابوبکرہ، ابوجہیم، ابوسعید الخدری، ابوطلحہ الانصاری، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم۔[الاتقان فی علوم القرآن للامام جلال الدین السیوطی:۴۵/۱]

ڈاکٹر حسن ضیاء الدین نے ان پر مزید تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اضافہ کیا ہے وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور اُم ایوب رضی اللہ عنہا ہیں۔

[تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں ھو الأحرف السبعة ومنزلة القراءات منھا للدکتور حسن ضیاء الدین:۱۰۸]

اور محقق ابن الجزری رحمہ اللہ نے ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ سے صراحتاً تواتر نقل کیا ہے۔

[النشر فی القراءت العشر لابن الجزری:۳۱/۱]

اور امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور قسم دے کر لوگوں سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن سات حروف میں اُتارا گیا ہے تمام کے تمام شافی وکافی ہیں؟ تو صحابہ کے مجمع سے اتنی بڑی جماعت کھڑی ہوگئی کہ جس کا شمار مشکل ہوگیا پھر امیر المؤمنین نے فرمایا میں بھی اس پر گواہ ہوں۔[الاتقان للسیوطی:۴۵/۱]

فقیہ کبیر ملاعلی قاری الہروی رحمہ اللہ نے ان اَحادیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ کے تواتر کا دعویٰ الفاظ کے متواتر ہونے کا ہے ورنہ تواتر بالمعنی میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔

[المرقاۃ شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری:۱۶/۵]

گویا یہ روایت متواتر اللفظ والمعنی ہوئی جو انتہائی نادر ہے۔

مشہور یہودی مستشرق گولڈزیہر کے حسد اور قرآن دشمنی کی انتہا یہ ہے کہ ان تمام حقائق سے نظر پھیرتے ہوئے ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ کی طرف اس حدیث کے ضعف کا قول منسوب کیا ہے۔

[تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مذاھب التفسیر الاسلامی:۵۴] فلعنة اللہ علی الکاذبین

دوسری بحث: سبعہ احرف کا مفہوم اور اہل علم کا اس میں اختلاف

جب قرآن حکیم کا نزول سبعہ احرف پر ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا تو پھر 'احرف' سے کیا مراد ہے؟ اور موجودہ قراءات کی 'احرف سبعہ' کے ساتھ کیا نسبت ہے؟

یہ ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جو سلفاً خلفاً مختلف فیہ چلا آرہا ہے، کیونکہ 'حرف' لفظ مشترک ہے جو حافہ، ناحیہ، وجہ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف، حداد اور ٹکڑا کے معنی میں آتا ہے۔

چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس بارے میں اہل علم کے چالیس اَقوال نقل کئے ہیں۔[الاتقان:۱/۴۵]
تاہم ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں بلکہ کبھی تو وہ اس حدیث کے مضمون کے مخالف نظر آتے ہیں مثلاً

① یہ کہ سبعہ احرف سے مراد یہ سات اشیاء ہیں: مطلق، مقید، عام، خاص نص، مووّل، ناسخ ومنسوخ، مجمل ومفسر، استثناء اور اس کی اقسام، اور یہ بعض اُصولیین کا مذہب ہے۔

② یہ کہ اس سے مراد حذف وصلہ، تقدیم وتاخیر، قلب واستعارہ، تکرار وکنایہ، حقیقۃ ومجاز، مجمل ومفسر ظاہر اور غریب ہیں اور یہ بعض اہل لغت کا مذہب ہے۔

③ یہ کہ سبعہ اَحرف سے مراد تذکیر وتانیث، شرط وجزا، تصریف واِعراب، اقسام اور جواب اقسام جمع وتفریق، تصغیر وتعظیم اور اختلافات ادوات (جس سے معنی میں تبدیلی آ رہی ہو یا نہیں)۔ یہ بعض نحویوں کا مذہب ہے۔

④ یہ کہ اس سے مراد معاملات کی سات اَقسام ہیں اور وہ یہ ہیں: زہد وقناعت، حزم وخدمت، سخاوت واستغناء، مجاہد ومراقبہ، خوف ورجاء، صبر وشکر اور محبت وشوق یہ بعض صوفیاء کا مذہب ہے۔

⑤ یہ کہ سبعہ احرف سے مراد وہ سات علوم ہیں جن پر قرآن حکیم مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں:

❶ علم الاثبات والایجاد جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ...﴾[آل عمران:۱۹۰]

❷ علم التوحید والتنزیہ جیسے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ [الاخلاص:۱]

❸ علم صفات الذات جیسے: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ[المنافقون:۸]﴿اَلْمَلِكِ الْقُدُّوسِ﴾[الجمعة:۱]

❹ علم صفات الفعل جیسے: ﴿وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾[النساء:۳۶]، ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾[البقرة:۴۳]، ﴿لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰا﴾[آل عمران:۱۳۰]

❺ علم صفات العفو والعذاب جیسے: ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ اَنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ [الغافر:۴۹]

❻ علم الحشر والحساب جیسے ﴿اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ﴾[الحج:۴۹]، ﴿اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾[الاسراء:۱۴]

❼ علم النبوات والامامات جیسے ﴿يَا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [سورة النساء:۵۹، البرهان :۱/۲۲۴، الاتقان:۱/۴۸] یہ اقوال چند وجوہات کی بنا پر صحیح معلوم نہیں ہوتے۔

اَولاً: اِن اقوال کے قائلین اپنے اقوال پر کوئی دلیل شرعی ذکر نہیں کرتے اور نہ کسی بحث علمی کی بنیاد پر یہ بات کہی گئی ہے بلکہ اس سے ہر طبقہ کے اپنے تخصص کی عکاسی ہوتی ہے کوئی نحوی ہے تو اس نے نحوی اُصولوں کو بنیاد بنایا کوئی صوفی ہے تو اس نے اپنے تصوف کی روشنی میں توجیہ کر دی ہے یہی معاملہ فقہاء اور اُصولیین کا بھی ہے۔

ثانیاً: ان میں سے کوئی قول بھی دلالت حدیث کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا اس لیے کہ حدیث میں جو اَحرف سبعہ کو موضوع بنایا گیا ہے اس کا تعلق قراءات اور کیفیات نطق کے ساتھ ہے اور اسی بنیاد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اختلاف دوسرے قاری کے ساتھ ہوا۔جبکہ مذکورہ اَقوال کاتعلق مفاہیم اور علمی استنباطات سے ہے۔

ثالثاً: سبعہ اَحرف کے یہ مفاہیم قرآن کے سبعہ اَحرف پر نازل ہونے کی حکمتوں کے ساتھ بھی مطابقت نہیں رکھتے اس لئے کہ وہ حکمت تسہیل اور تیسیر علی الأمۃ تھی تاکہ تمام لوگ قرآن حکیم کی تلاوت کرسکیں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طلب، تسہیل امت کے لئے کی تھی۔

چنانچہ حدیث مذکور میں کہا گیا ہے: يا جبرائيل إني بعثت إلى أمة أميين منهم العجوز والشيخ الكبير والغلام والجارية والرجل الذى لم يقرأ كتابا قط قال يا محمد: إن القرآن أنزل على سبعة أحرف

جبکہ مذکورہ بالا مفاہیم اس کو اور زیادہ مشکل بنا رہے ہیں۔

رابعاً: ان آراء میں سے اکثر باہم متداخل بھی ہیں یا اس قدر قریب ہیں کہ ان کو مستقل رائے شمار نہیں کیا جاسکتا۔

بعض دوسرے قابل ذکر اقوال

پہلا قول: پہلا قول أبو جعفر بن سعدان النحوی رحمہ اللہ (ابوجعفر محمد بن سعدان النحوی رحمہ اللہ مشہور قراء میں سے ایک ہیں۔قراءت میں پہلے امام حمزہ کے متبعین میں سے تھے پھر خود ایک قراءت کی نسبت کے ساتھ مشہور ہوئے ۔۲۱۳ھ میں وفات پائی۔[أنباه الرواة:۱۴۳/۳]) کا ہے کہ سبعہ احرف والی حدیث ان مشکلات میں سے ہے جن کا معنی کوئی بھی نہیں معلوم کرسکتا۔اس لیے کہ حرف کبھی حروف ہجاء کے ایک حرف پر بھی بولا جاتا ہے اور کبھی کسی پوری غزل یا قصیدے کو بھی حرف کہہ دیتے ہیں اور حرف جهة کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[البرهان فی علوم القرآن:۲۱۳/۱] تو ایسے مشترک لفظ کے مفہوم کی تحدید انتہائی مشکل ہے یہی رائے علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی بھی معلوم ہوتی ہے۔چنانچہ سنن نسائی کی شرح زہر الربی :۱۵۰/۱ میں فرماتے ہیں :

”إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فى المراد به أكثر من ثلاثين قولا حكيتها فى الاتقان والمختار عندى انه من المتشابه الذى لا يدرى تاويله“ [ط: القاهره]

لیکن یہ رائے کچھ زیادہ وجیہ معلوم نہیں ہوتی اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کے درمیان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور جن نمازیوں سے ان کا قراءت میں اختلاف ہوا تھا ان کے درمیان فیصلہ فرماتے ہوئے سب کی قراءت کو سن کر ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن حکیم سات حروف پر نازل ہوا ہے۔تو اس بات سے اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ اس کا معنی گو کہ متعین کرنا مشکل ہے لیکن معنی احتمالی کی گنجائش موجود ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر ان معانی پر غور کیا جائے تو لغوی اعتبار سے بھی سوائے ایک کے متعین نہیں کیا جاسکتا مثلاً اگر حرف بمعنی کلمہ (کلمہ بمعنی قصیدہ اور غزل کے ہے اور یہ لغت عرب میں مستعمل ہے) لے لیا جائے تو یہ محال ہے اس لیے کہ قرآن سات کلمات سے مرکب تو نہیں ہے بلکہ ہزاروں کلمات پر مشتمل ہے۔اگر حروف ہجاء میں سے حرف مراد لیا جائے تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ قرآن میں صرف سات حروف ہجاء ہی تو استعمال نہیں ہوئے بلکہ پورے ۲۹ حروف ہجاء استعمال ہوئے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس سے حرف بمعنی جھة خود بخود متعین ہو جاتا ہے، البتہ مفہوم اور مراد کا اختلاف رہ جاتا ہے جس کی تفصیل آرہی ہے۔[منہج الفرقان فی علوم القرآن للشیخ محمد علی سلامۃ:ص۲۰]

دوسرا قول:

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ہے ان کے ہاں 'سبعہ احرف' سے مراد آسانی اور سہولت ہے خاص عدد مراد نہیں ہے ان کی دلیل عرب کے استعمالات ہیں کہ وہ سبع بول کر کثرت مراد لیتے ہیں سبعون سے مراد عشرات اور سبع مائة سے مراد سینکڑے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں یہی مراد ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ﴾[البقرۃ:۲۶۱،الاتقان:۱/۴۶]

اور اس رائے کی طرف محمد جمال الدین قاسمی مصری رحمہ اللہ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے۔[محاسن التاویل :۱/۲۸،چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی رائے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: والا ظھر ما ذکرنا من إرادة الکثرة من السبعة لا التحدید فیشمل ما ذکره ابن قتیبة وغیره]لیکن یہ رائے بھی احادیث کے ساتھ مطابقت نہ رکھنے کی وجہ سے محل نظر ہے، مثلاً

(ا): حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کے واسطہ سے سوال کیا کہ میری اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اورانہوں نے دوحرف پر پڑھنے کو کہا پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا بعض روایات کے مطابق چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حکم لائے کہ آپ کی اُمت کو 'سبعہ احرف' پر پڑھنے کی اجازت ہے۔

[اس حدیث کو امام مسلم، امام نسائی، امام ابوداؤد اور امام احمد رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے]

اس بار بار سوال کرنے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے جواب لانے سے حدیث کا سیاق ایک خاص عدد کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

(ب) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں یہ صراحت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو ایک حرف پر قرآن پڑھایا تو آپ نے زیادہ کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ سات حروف پر بات ختم ہوگئی۔[حدیث درج ذیل ہے۔عن عبد الله بن عباس أن رسول الله ﷺ قال أقرأنی جبرائیل علی حرف فراجعته فلم أزل استزیده فیزیدنی حتی انتهی إلی سبعة أحرف ،صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن:۹/۲۷،۲۸، صحیح مسلم:۱/۲۷۳]

اس حدیث سے بھی سات کے عدد کی صراحت معلوم ہوتی ہے۔ نیز احادیث ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مفہوم نکلتا ہے۔

تیسرا قول:

خلیل بن احمد متوفی رحمہ اللہ ۱۷۰ھ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سبع قراءات (سات قراءات) ہیں گویا حرف بمعنی قراءت ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس قول پر لازم آتا ہے کہ ہر کلمہ قرآنی سات دفعہ نازل ہوا، لیکن یہ محال ہے اس

www.KitaboSunnat.com

لیے کہ سات دفعہ مختلف انداز سے پڑھنا بہت کم حرف میں ثابت ہے،لیکن اگران کے استدلال پرغور کیا جائے اور وہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے ہے جس میں حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں: فقرأ القراء ۃ إلی سبعۃ یقرأ جبکہ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند جملے پہلے یہ فرما چکے ہیں یقرأ علی حروف کثیرۃ تو اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد حرف سے قراءت ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس سے ملتی جلتی ہے۔ فرماتے ہیں فقرأ قراء ۃ أنکرتھا علیہ اور چند جملے بعد اسی لفظ کو دھرایا اور فرمایا ان ھذا قراء ۃ سوی قراء ۃ صاحبہ جبکہ یہ بات اظہرمن الشمس ہے کہ اختلاف حروف میں تھا اس لئے یہ کہنا بجا ہو گا کہ یہ حضرات حرف سے مراد قراءت ہی لیتے ہیں اس کلام کے بعد یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خلیل بن احمد رحمہ اللہ کی مراد قراء ۃ سے المقرو ، ہے اور مقروء وہی مختلف اوجہ لغات ہیں یہی جمہور کا مسلک ہے کہ ’’احرف‘‘ سے مراد اوجہ لغات ہیں اور اگر ان کی مراد کوئی اور ہے تو علی المعترض البیان۔

چوتھا قول:

بعض کا خیال ہے کہ سبعہ احرف (سات حروف) سے مراد احکام کی سات اصناف ہیں اور ان کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ پہلی کتاب ایک دروازہ اور ایک ہی حرف پر نازل ہوئی تھیں جب کہ قرآن سات دروازوں اور سات حروف پر نازل ہوا ہے اور وہ زجر وامر، حلال وحرام محکم ومتشابہ اور امثال ہیں۔[اس حدیث کی تخریج امام طبری نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔تفصیل کے لئے جامع البیان عن تاویل القرآن:۲۷/۱،۲۸ دیکھ لی جائے ،الاتقان:۴۸/۱] لیکن یہ رائے بھی مضبوط اشکالات کے سامنے کمزور پڑ جاتی ہے۔ مثلاً۔

① حدیث میں سبعہ احرف کا تعلق قراءت اور کیفیت نطق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ جبکہ مذکورہ بالا اشیاء کا تعلق احکام سے ہے الفاظ کی ادائیگی سے نہیں۔

② علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ضعف پر اجماع نقل کیا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اس کا انقطاع ثابت کیا ہے اس طرح کہ یہ حدیث ابوسلمہ بن عبد الرحمان حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کر رہے ہیں جبکہ ابوسلمہ کی ملاقات ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔لہٰذا حجت نہ ہوئی۔[البرھان:۲۱۶/۱،۲۱۷،فتح الباری:۲۴/۹]

③ اس رائے کے قائلین کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استنباط میں غلطی لگی ہے اصل بات یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو چیزوں کا اجمالی ذکر ابتدا میں کیا ایک سبعہ ابواب اور دوسری سبعہ احرف۔ پھر تفصیل بیان کرتے وقت ایک کی تفصیل بیان کر دی اور وہ مذکورہ بالا اشیاء ہیں۔امر، زجر،حلال وحرام، محکم ومتشابہ اور امثال، تو درحقیقت یہ تفصیل سبعہ ابواب کی ہے نہ کہ سبعہ احرف کی۔[النشر:۲۵/۱]

پانچواں قول

’سبعہ احرف‘ سے مراد وجوہ لہجات ہیں جیسے ادغام واظہار،تفخیم وترقیق، امالہ واشباع، مد اور قصر ،تشدید وتخفیف وتسہیل وغیرہ،لیکن یہ رائے بھی قابل اعتناء اس لیے نہیں ہے کہ یہ ساری چیزیں سبعہ احرف کی ایک وجہ میں آسکتی ہیں اور اس کو اختلاف لہجات کا نام دیا جا سکتا ہے اس لیے کہ یہ ایک وجہ تو ہو سکتی ہے سات نہیں ہو سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے جو اَقوال آرہے ہیں ان میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے بلکہ ان کو ایک دوسرے کی تشریح قرار دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے ان میں سے

پہلا قول:

ابوحاتم السجستانی رحمہ اللہ کا ہے جن کی رائے میں سبعہ اَحرف سے مراد لغات عرب کی سات وجہیں ہیں۔

پہلی: ایک کلمے کے بدلے میں دوسرا کلمہ پڑھنا جیسے کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ [القارعة:۵] کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کالصوف المنفوش پڑھتے تھے اور قراءات متواترہ میں فتبینوا کو حمزہ وکسائی فتثبتوا پڑھتے ہیں۔

[سورۃ النساء:۹۴، سورۃ الحجرات:۶]

دوسری: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا جیسے لغت دوس میں لام تعریف کو میم سے بدل کر پڑھتے ہیں اس کی تائید حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے ایک قبیلے کی آمد اور حضور کے ساتھ اس کی گفتگو کا ذکر کیا انہوں نے کہا امن امبر امصیام فی امسفر تو جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیس من امبر الصیام فی امسفر جبکہ دوسرے اہل لغت اس کو امن البر الصیام فی السفر اور لیس من البر الصیام فی السفر پڑھتے ہیں۔[البدور الزاهرة:۱۸۱، ۲۹۹، پہلا بیان سے جبکہ دوسرا ثبت سے ہے] اس طرح بنو ہذیل حتی حین کو عتی حین پڑھتے ہیں۔[اور قراءات متواترہ میں حمزہ کسائی اورخلف تبلوا کو تتلوا پڑھتے ہیں۔[البدور الزاهرة:۱۴۲]

تیسری: تقدیم وتاخیر کر کے پڑھنا۔ چنانچہ اہل عرب کے ہاں عرضت الناقة علی الحوض اور عرضت الحوض علی الناقة یکساں معنی میں مستعمل ہیں اور قراءات متواترہ میں فیقتلون مضارع معروف اور ویقتلون مضارع مجهول جبکہ حمزہ وکسائی پہلے کو مجہول اور دوسرے کو معلوم پڑھتے ہیں۔

[التوبة:۱۱۱، البدور الزاهرة:۱۳۸]

چوتھی: کسی کلمے یا حرف میں زیادتی یا نقصان کرنا جیسے ﴿فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ [سورۃ المنافقون:۱۰] کو ابوعمرو البصری رحمہ اللہ نے فاصدق واکون من الصالحین اسی طرح وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ [البقرة:۱۱۶] کو ابن عامر الشامی بغیر واؤ کے قالوا اتخذ اللہ پڑھتے ہیں۔

پانچویں: مبنی کی حرکات کا اختلاف جیسے ﴿وَالَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ [النساء:۳۷، الحدید:۲۴] باء کے ضمہ اور خاء کے سکون کے ساتھ عام قراء کی قراءت ہے اور حمزہ وکسائی بالبخل باء اور خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔[البدور الزاهرة:۷۷، ۳۱۳]

چھٹی: اِعراب کا اختلاف: جیسے حارث بن کعب رضی اللہ عنہ تثنیہ میں رفع، نصب، جر الف کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں جاء نی رجلان رأیت رجلان مررت برجلان جبکہ باقی اہل لغت رفع الف کے ساتھ اور نصب وجر یائے لین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔[کتاب المبانی:۲۲۱، اور اس کے بعد کو دیکھ لیا جائے] اور قرآن حکیم میں ﴿قَالُوْا اِنَّ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ﴾ [طٰہ:۶۳] کو مکی بصری اور حفص کے علاوہ باقی قراء هذان پڑھتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[البدور الزاھرۃ:۲۵۹]

ساتویں: اختلاف لہجات وادا: جیسے بعض اہل لغت امالہ کرتے تھے جبکہ دوسروں کے ہاں امالہ نہ تھا اسی طرح کچھ ادغام کر کے پڑھتے تھے اور بعض اظہار کرتے تھے۔

دوسرا قول:

ابن قتیبہ رحمہ اللہ اور الباقلانی رحمہ اللہ کا قول بھی اس سے ملتا جلتا ہے ان کے نزدیک وہ 'اوجہ سبعہ' یہ ہیں:

پہلی: تقدیم وتاخیر کا اختلاف اس کا ذکر سجستانی کی رائے میں گذر چکا ہے۔

دوسری: زیادتی اور نقصان کا اختلاف اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔

تیسری: ایسا اختلاف جس کی بنا پر لفظ کی صورت رسمی اور معنی دونوں بدلتے ہوں جیسے وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ [سورۃ الواقعہ:۲۹] اور طَلْعٍ مَّنْضُوْدٍ بعض اہل لغت کے ہاں دونوں جدا چیزیں ہیں اور ان کے معانی میں اختلاف ہے یہ مثال ان کی بن سکتی ہے البتہ جن کے نزدیک دونوں لفظ ہم معنی ہیں ان کے نزدیک یہ مثال نہیں بن سکتی۔

چوتھی: ایسا اختلاف جو معنی کی تبدیلی کا سبب بنتا ہو لیکن صورت دونوں قراءتوں کی ایک ہی ہو جیسے ﴿وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا﴾ [البقرۃ:۲۵۹] 'ز' کے ساتھ جو موت کے بعد دوبارہ اٹھانے کے معنی میں مستعمل ہے جبکہ نافع، مکی اور بصری رحمہم اللہ کے ہاں اس کو نُنْشِرُهَا کے ساتھ پڑھا گیا ہے جس کے معنی پھیلا دینے کے ہیں۔

پانچویں: ایسا اختلاف جو کلمہ کی اصل وحقیقت میں ہو ظاہری لفظ اور معنی میں کوئی اختلاف نہ ہو جیسے ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ﴾ افتعال سے اور لَا يَتَأَلَّ أُولُوا الْفَضْلِ تفعل سے۔ [النور:۲۲، پہلا باب افتعال اور دوسرا تفعل سے ہے]

چھٹی: ایسا اختلاف جس میں ظاہری اختلاف ہو البتہ معنی نہ بدلتا ہو جیسے كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ اور اَلصُّوْفِ الْمَنْفُوْشِ

ساتویں: ایسا اختلاف جو اعراب اور بنا کا ہو جیسا ﴿رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا﴾ بصیغۂ امر اور مکی، بصری اور ہشام رحمہم اللہ اس کو بَعَّدَ بصیغۂ ماضی پڑھتے ہیں۔

تیسرا قول:

ابو الفضل عبد الرحمان بن احمد بن الحسن الرازی رحمہ اللہ کا ہے۔ان کے نزدیک بھی 'احرف' سے مراد وجوہ تغیر ہیں جن میں اختلاف واقع ہوا ہے اور وہ اوجہ یہ ہیں:

① اسماء کا اختلاف یعنی ایک قراءت وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ جبکہ ابن کثیر مکی رحمہ اللہ لِاَمَانَتِهِمْ مفرد کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

② افعال کا اختلاف جیسا فَقَالُوْا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَا اَسْفَارِنَا ماضی اور امر کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

③ وجوہ اعراب کا اختلاف جیسے ﴿وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ﴾ جمہور کے ہاں بفتح الراء ہے اور امام حمزہ رحمہ اللہ اس کو بضم الراء پڑھتے ہیں۔

④ زیادتی ونقصان کا اختلاف جیسے ﴿وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ﴾ کو ابن کثیر مکی رحمہ اللہ 'مِن' کے اضافہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

⑤ تقدیم وتاخیر کا اختلاف جیسے وقاتلوا وقتلوا کو حمزہ اور کسائی رحمہما اللہ وقتلوا وقاتلوا پڑھتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

⑥ ایک کلمے کی دوسرے کلمے کے ساتھ تبدیلی کا اختلاف جیسے ﴿وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا﴾ کو قراء سبعہ میں سے نافع، مکی اور بصری رحمہم اللہ نُنْشِرُهَا بالراء پڑھتے ہیں۔

⑦ مختلف لہجات کا اختلاف: جیسے امالہ اور عدم امالہ اسی طرح تفخیم وترقیق ادغام اوراظہار کا اختلاف وغیرہ جیسے ﴿وَهَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى﴾ میں اتاك اور موسی کو حمزہ اور کسائی رحمہما اللہ امالہ کبری اور ورش امالہ صغری سے پڑھتے ہیں اسی طرح بصری دوسرے میں بھی تقلیل کرتے ہیں۔

چوتھا قول

خاتمہ المحققین امام محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ کا ہے جنہوں نے ۳۰ سال سے زائد عرصہ اس حدیث میں غور وخوض کے بعد فرمایا کہ میں نے تمام قراءت صحیحہ ،شاذہ ،ضعیفہ اور منکرہ کا تجزیہ کیا تو وہ اختلاف کی سات وجوہ سے باہر نہیں ہیں۔

پہلی: حرکات کا اختلاف جس کی بنیاد پر نہ صورتِ لفظ بدلتی ہے نہ معنی بدلتا ہے۔ جیسے البخل بضم الباء وسکون الخاء اور البخل بالفتحتین

دوسری: حرکات کا اختلاف اس طرح ہو کہ اس میں تغیر معنی تو ہو لیکن صورت رسمیہ تبدیل نہ ہو جیسے فتلقی آدم، ضمہ کے ساتھ ،من ربہ کلمات، منصوب بالجر، جو کہ جمہور قراء سبعہ کی قراءت ہے جبکہ ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کے ہاں آدم منصوب بر مفعولیت اور کلمات مرفوع بر فاعلیت ہے۔

تیسری: حروف کا اختلاف جس کی بنیاد پر معنی تبدیل ہو لیکن صورت رسمیہ تبدیل نہ ہو جیسے تبلوا اور تتلوا سورۃ یونس کی آیت هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّا اَسْلَفَتْ میں حمزہ وکسائی رحمہما اللہ اس کو دو تاء سے پڑھتے ہیں جس کے معنی پیچھے آنے کے ہیں جبکہ باقی حضرات باء کے ساتھ پڑھتے ہیں جو امتحان کے معنی میں آتا ہے۔

چوتھی: وجہ بالا کا عکس یعنی حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ تبدیل ہو لیکن معنی میں کوئی اختلاف نہ ہو بلکہ یکساں ہو جیسے ﴿وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً﴾ میں خلاد کی ایک روایت نافع ،بزی ،ابن ذکوان، شعبہ اور کسائی رحمہم اللہ کے ہاں صاد کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ جبکہ خلاد رحمہ اللہ کی دوسری روایت اور باقی قراء سبعہ کے ہاں سین کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

پانچویں: حروف کا ایسا اختلاف جس میں صورت کلمہ اور معنی دونوں تبدیل ہو رہے ہیں جیسے فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللهِ

چھٹی: تقدیم وتاخیر کا اختلاف۔ اس میں علامہ جزری رحمہ اللہ اور ابوالفضل الرازی رحمہ اللہ دونوں کا اتفاق ہے۔

ساتویں: کمی اور زیادتی کا اختلاف۔ اس رائے میں بھی ہر دو حضرات کا اشتراک ہے۔

یہ وہ چار اقوال ہیں جو ایک دوسرے کے بالکل متقارب ہیں بلکہ بقول حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ ہر ایک نے اپنے پیشرو کے قول کی وضاحت کی اور اس کی تنقیح کی ہے۔ اور یہ بات چند دلائل کی بنیاد پر صحیح بھی ہے۔

پہلی دلیل: عہد کے اعتبار سے بھی یہ تمام حضرات یہی ترتیب رکھتے ہیں چنانچہ ابو حاتم سجستانی رحمہ اللہ سب سے اقدم ہیں جن کی وفات ۲۵۵ھ میں ہے اور اس کے بعد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ ہوئے ہیں جو ۲۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے بعد قاضی ابوبکر محمد بن الطیب الباقلانی رحمہ اللہ ہوئے ہیں جو ۴۰۳ھ میں فوت ہوئے ہیں جبکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو الفضل الرازی رحمہ اللہ کی وفات ۴۵۰ھ اور امام المحققین محمد بن الجزری الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ۸۳۳ھ میں ہے اور سجستانی سے ابن قتیبۃ کا شرف تلمذ بھی ثابت ہے۔

دوسری دلیل: ان اَقوال اربعہ میں بہت حد تک اشتراک اور یکسانیت پائی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ یہی فرق سامنے آتا ہے کہ ابو حاتم سجستانی رحمہ اللہ وجوہِ اختلاف لغاتِ سبعہ میں مانتے ہیں جبکہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ وجوہِ اختلاف قراءتِ قرآنیہ میں مانتے ہیں اور ابوالفضل الرازی رحمہ اللہ نے ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی اوجہ سبعہ کی تصدیق کرتے ہوئے اختلاف لہجات کا اضافہ کر دیا جو سجستانی کے قول میں نمایاں ہے اس طرح علامہ جزری رحمہ اللہ نے ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی مکمل موافقت کر دی ہے اور الباقلانی رحمہ اللہ نے تو ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی ہی بات نقل کر دی ہے۔ تو یہ سب کچھ نزاع لفظی اور پہلے قول کی تصدیق ہی ہے۔

لیکن اس تمام تر بحث کو قبول کر لینے کے بعد یہ بھی سوال باقی رہ جاتا ہے کہ احرف سبعہ سے مراد کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ائمہ عظام میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ احرف سبعہ کی تفصیل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک استناجِ عقلی ہوتا ہے اور ایک استنباط فقہی نصی ہوتا ہے۔ یہ تمام اقوال استنتاج عقلی تو ہیں یعنی قراءات متواترہ پر غور کیا جائے تو کل یہی اوجہ سامنے آتی ہیں اور یہی تصریح امام ابن الجزری رحمہ اللہ کی بھی ہے کہ میں نے ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ اس پر غور کیا تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی دی کہ قراءات کا اختلاف ان سات اوجہ سے باہر نہیں ہے اور یہ بات تو تمام کے نزدیک درجہ تسلیم تک پہنچ چکی ہے، لیکن استنباط فقہی نصی کا مسئلہ ابھی تک باقی ہے کہ نص حدیث سے کیا مراد ہے؟

اسی طرح حدیث بالا کی روشنی میں احرف سبعہ کے نزول کو تخفیف اور تیسیر علی الامۃ قرار دیا گیا ہے تو ان مذکورہ بالا اوجہ کی تخفیف اور تیسیر کے ساتھ کیا مناسبت بنتی ہے؟ مثلاً تقدیم وتاخیر کے اختلاف کا ایک اعرابی بدو کے ساتھ کیا واسطہ؟ اسی طرح زیادتی ونقصان اور اختلاف اعراب یا اختلاف حروف جس میں تغیر معنی وصورت ہو یا نہ ہو ان تمام چیزوں کا تعلق تسہیل وتیسیر کے ساتھ کمزور ترین نظر آتا ہے۔

البتہ ایک قول اس بارے میں خاصا اقرب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ 'حروف سبعہ' سے مراد لغاتِ سبعہ ہیں اور یہ اہل عرب کے افصح ترین لغات ہیں خواہ وہ لغاتِ سبعہ ایک کلمہ میں مکمل اتفاق رکھتے ہوں یا ان میں باہم اختلاف ہو اور وہ اختلاف دو وجہوں میں یا تین وجوہ میں یا چار میں یا اس سے زیادہ میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک کلمہ تمام لغات میں ایک ہی وضع اور کیفیت کا ہوتا ہے تو اس میں ایک ہی قراءۃ ہو گی اور کبھی ایک لغت کے لوگ کیفیت نطق میں اختلاف کر رہے ہوتے ہیں تو ایک لغت میں دو قراءتیں ہو جاتی ہیں۔

یہ قول جمہور اہل علم اور محققین فن کا ہے۔ جن میں مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ ابوعبید القاسم بن سلام ابو حاتم السجستانی رحمہ اللہ امام طبری رحمہ اللہ، ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ اور عصر حدیث کے ادب اور فن بلاغت کے امام مصطفی صادق الرافعی رحمہ اللہ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

البتہ اس قول پر دو اعتراض ہو سکتے ہیں لیکن دونوں اعتراض مضبوط دلائل کے سامنے کمزور ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا اعتراض

اگر احرف سبعہ سے مراد لغات سبعہ ہیں تو پھر ہر کلمہ میں سات وجوہ قراءات ہونی چاہئیں جبکہ عملاً کم یا زیادہ ہوتی ہیں؟

اس کا جواب یہی ہے کہ کبھی مختلف لغات ایک کلمہ پر متفق ہو جاتے ہیں تو ان میں ایک ہی قراءۃ ہوگی اور کبھی سات لغات میں دو وجهوں پر اختلاف ہوتا ہے تو ان میں دو ہی قراءتیں ہوں گی۔لہٰذا یہ اعتراض ختم ہوا۔

دوسرا اعتراض

اگر لغات کا اختلاف مراد ہے تو پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیوں کر رہے ہیں جبکہ دونوں کا لغت قریش کا لغت ہے؟ اور ایک لغت میں باہم مختلف ہونا اس قول کی تردید کرتا ہے۔

جواب

قرآن کریم کی تلاوت کا دارومدار لغت پر نہیں رہا بلکہ اعتماد سماع پر ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو جیسے لغت میں پڑھایا وہ اسی کا پابند ٹھہرا۔ اس کی مضبوط دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جس میں فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کا ایک سورۃ میں قراءت کا اختلاف ہوا دونوں کا دعویٰ یہی تھا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پڑھایا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ویسے ہی پڑھو جیسے تمہیں پڑھایا گیا ہے۔

اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی پر دال ہے جب انہوں نے حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا تو دونوں نے یہی کہا کہ هٰكذا أقرأنيها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی یہی جملہ دہرایا کہ یہ سورۃ الفرقان اس طریقے پر نہیں پڑھتے جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے تو ان میں سے کسی نے بھی اپنے لغت کی طرف نسبت نہیں کی کہ تیری قراءت لغت قریش کے خلاف ہے بلکہ نسبت سماع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اس سے صراحت ہو گئی کہ اعتماد سماع عن النبی رضی اللہ عنہ پر ہے نہ کہ لغت پر تو یہ اعتراض بھی مندفع ہو جاتا ہے۔

پھر اعتماد سماع پر ہونے کی وجہ سے لغات کا اختلاط ہوا اور عرضۂ اخیرہ سے پہلے ان لغات سبعہ کے وہ ابعاض جن کا تعلق تخفیف اور تیسیر کے ساتھ تھا وہ منسوخ ہو گئے اور باقی ابعاضِ سبعہ آج تک موجود ہیں۔ اور جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے باجماع صحابہ رسم المصحف کا التزام کیا تو وہ اوجہ جن کو رسم عثمانی کا شمول نہ ہو سکا تو وہ شاذہ ٹھہریں اور اس پر اجماع صحابہ ثابت ہو چکا ہے اب ان قراءت کو تفسیر وفقہ اور نحو وادب کے احکام میں استنباط کے طور پر تو لیا جاتا ہے، لیکن قرآن سمجھ کر ان کی تلاوت ناجائز ہے اس لیے کہ قرآن مکمل طور پر متواتر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ